تفسیر

الجن والجان علی ما فی القرآن

الفہ

المفتقر الی اللہ الصمد السید احمد

غفر اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما والیہ

بفرمائش

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی نقشبندیہ منزل

کوچہ ککے زئیاں و بازار کشمیری لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا

قیمت فی جلد

تفسیر

الجن والجان علیٰ ما فی القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امّا بعد اس رسالہ میں ہمارا مقصد جن اور انس کے الفاظ سے جو قرآن مجید میں آئے ہیں بحث کرنا ہے مگر جس جگہ قرآن مجید میں جنّ یا جانّ کے لفظ کا شیطان پر اطلاق ہوُا ہے اُن سے اس رسالہ میں بحث مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ بحث درحقیقت شیطان سے متعلق ہے +

ہمارے نزدیک صرف تین مقام ہیں جہاں قرآن مجید میں جنّ یا جانّ کا لفظ شیطان پر اطلاق ہوُا ہے +

اوّل۔ سورۂ کہف میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ +

دوم۔ سورۂ حجر میں جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماءٍ مسنون والجان خلقناہ من قبل من نار السّموم +

سوم۔ سورۂ الرحمٰن میں جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق الجانّ من مّارجٍ مّن نّار +

ان تینوں مقاموں میں اوّل انسان کے پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اور سورۂ کہف کی آیت میں ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کا ذکر ہے اور اُس کو جن کہا ہے۔ اور سورۂ اعراف کی آیت میں آدم کو سجدہ کرنے میں فرمایا۔ فسجدوا الّا ابلیس لم یکن من السّاجدین

قال ما منعك ان لا تسجد اذ امرتك قال انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین +

پس سورۃ الحجر اور سورۃ الرحمٰن میں جو انسان کے مٹی یا کیچڑ سے پیدا کرنے کے ساتھ جانّ کو نار سے پیدا کرنا فرمایا۔ اِس سے ثابت ہے کہ جانّ سے وہی ابلیس مراد ہے جس نے کہا۔ خلقتنی من نار وخلقته من طین +

علاوہ اس کے جنّ اور جانّ دونوں ایک لفظ ہیں اور ابلیس کو سورۂ کہف میں جنّ بتلایا ہے جس کا ذکر آدم کے ساتھ ہے اور ان دونوں سورتوں میں بھی جانّ کا لفظ انسان کے ذکر کے ساتھ ہے۔ پس ان تینوں آیتوں میں جنّ اور جانّ ابلیس پر اِطلاق ہؤا ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں شیطان رجیم کہا گیا ہے جس سے ہم کو اس رسالہ میں بحث نہیں ہے۔ بلکہ اُس جنّ سے بحث ہے جو بمقابلہ انس آیا ہے یا جو مزعومات اور مظنوناتِ باطلۂ عرب میں تھا +

جبکہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ عرب جاہلیت کا بلکہ متوسطین یہودیوں اور مجوسیوں کا بھی یہ خیال تھا کہ ماورائے انسان کے ایک اَور مخلوق بھی ہوائی ناری ہے۔ جو دکھائی نہیں دیتی اور وہ دنیا میں اور انسان کو بھلائی یا بُرائی پہنچانے کی بالکل قدرت رکھتی ہے اور متشکّل باشکال مختلفہ ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی کسی کو دکھائی بھی دیجاتی ہے تو ہم کو اس بات کے بیان کرنے میں کچھ فائدہ نہیں ہے نہ اُس کی کچھ ضرورت ہے۔ کہ یہ غلط اور بیہودہ خیال کب اور کس سبب سے پیدا ہؤا۔ اور زمانہ جوں جوں گذرتا گیا یہ غلط خیال کس طرح پر اور کن کن مختلف صورتوں سے لوگوں میں عام ہوتا گیا۔ کیونکہ ہم کو اس رسالہ میں انسان کے خیالات کی ہسٹری بیان کرنی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس بات کو بتلانا ہے کہ قرآن مجید میں جو لفظ جنّ آیا ہے وہ کن معنوں میں اور کس مراد میں آیا ہے +

ہم اس بات کو بھی قبول کرتے ہیں کہ صرف پانچ مقام پر قرآن مجید میں جنّ کا لفظ بمعنی مزعوم اور مظنون عرب جاہلیت کے آیا ہے۔ مگر اُن کا عقیدہ ردّ کرنے کے لئے۔ اور اس لئے اُس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ قرآن مجید کسی ایسی مخلوق کا وجود جس کا خیال عرب جاہلیت کو تھا۔ تسلیم کرتا ہے۔ اور وہ پانچ مقام یہ ہیں:۔

اوّل۔ سورۂ انعام میں جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ وجعلوا للّٰہ شرکاء الجنّ وخلقهم وخرقوا له بنین وبنات بغیر علم سبحانه وتعالیٰ عما یصفون +

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسّروں نے کہا ہے کہ جنّ سے مراد شیطان ہے اور اُس سے مجوس کی طرف اشارہ ہے۔ جو آہرمن اور یزدان پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اور یزدان کو خالق افعال اور مخلوقاتِ نیک اور اہرمن کو خالقِ افعال و مخلوقاتِ بد سمجھتے تھے۔ اور خرقوا لہ بنین سے اشارہ ہے یہود اور نصاریٰ کی طرف جنہوں نے حضرت عزیر اور حضرت مسیح کو ابن اللہ قرار دیا تھا۔ اور بنات سے اشارہ ہے۔ دیگر مشرکینِ عرب اور بت پرستوں کی طرف۔ ہم اس تفسیر سے کچھ انکار کرنا نہیں چاہتے۔ مگر یہ کہتے ہیں۔ کہ بلحاظِ اس تفسیر کے یہ آیت بھی ہماری بحث سے خارج ہوجاتی ہے اور اُن تین آیتوں میں شامل ہوجاتی ہے۔ جن کو ہم نے سب سے اوّل بیان کیا ہے اور جن میں لفظ جنّ و جانّ سے شیطان مراد لی گئی ہے +

مگر چونکہ ہم کو اس آیت میں کوئی ایسا اشارہ نہیں ملتا جس سے ہم شرکاء الجنّ کو مخصوص مجوسیوں سے اور اُن کے اعتقاد اہرمن و یزدان سے سمجھیں اس لیے اُس کو عام مشرکین سے متعلق سمجھتے ہیں اور اس لیے لفظ جنّ کے وہی معنے لیتے ہیں۔ جو مزعومات و مظنونات عرب جاہلیت کے تھے +

وخلقھم یعنی واللہ خلقھم کی ضمیر مشرکین کی طرف راجع ہے یعنی حالانکہ خدا نے اُن کو یعنی شریک ٹھہرانے والوں کو پیدا کیا ہے اور پھر وہ جنّوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں +

دوم ۔ سورۂ سبا میں جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ ویوم یحشرھم جمیعًا ثم یقول للملٰئکۃ ھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجنّ اکثرھم بھم مؤمنون +

سوم ۔ سورۂ جنّ میں جہاں خدا نے حکایۃً کافروں کا قول اور اُن کا عقیدۂ باطل نقل کیا ہے یعنی جن کافروں نے چھپ کر آنحضرت صلعم کو قرآن پڑھتے سنا تھا اور اُسکے بعد اپنے عقاید باطل کو بیان کیا تھا اور ان کا باطل ہونا اُن کے دل میں آیا تھا۔ تو اُنہوں نے اپنے اُن عقیدوں کو اس طرح پر بیان کیا۔ وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا۔ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا +

چہارم ۔ سورۂ فُصّلت میں جہاں خدا نے کافروں کی زبان حال سے جبکہ وہ آگ میں ڈالے جاویں گے حکایتًا فرمایا ہے۔ یعنی اے پروردگار ہمیں اُن کو جنّ اور انس میں سے دکھادے

ربنا ارنا الذین اضلانا من الجن والانس نجعلھا تحت اقدامنا لیکونن من الاسفلین	جنھوں نے ہم کو گمراہ کیا کہ ہم اُن کو اپنے پاؤں تلے ڈالیں تاکہ وہ روندے ہوئے ہوجاویں +

اگرچہ اِن دونوں پچھلے مقاموں میں بھی خواہ مخواہ یہ ضرور نہیں ہے کہ لفظ جنّ سے وہی مخلوق مزعومہ ومظنونہ سمجھی جاوے بلکہ یہاں بھی جنّ کا لفظ جنگل و پہاڑوں کے رہنے والوں پر بھی صادق آتا ہے۔ مگر جو کہ اِن مقاموں میں کفار کے اقوال حکایتاً نقل ہوئے ہیں۔ ہم کو اُس میں زیادہ کاوش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انھم معھم فی النار +

پنجم۔ سورۂ صافات میں جہاں کافروں کا خدا کے ساتھ جنّوں کا ناتا رشتہ ٹھہرانے کا بیان ہے۔ اور جس کو خداتعالےٰ نے ردّ کیا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ وجعلوا بینہ وبین الجنّۃِ نسبا۔ ولقد علمت الجنّۃ انّھم لمحضرون +

عرب جاہلیت جنّوں کی متعدد قسمیں سمجھتے تھے۔ اور بد اور نیک ارواحوں کو بھی اُسی طرح خیال کرتے تھے جس طرح جنّوں کی مزعوم ومظنون مخلوق کا خیال کرتے تھے۔ اور اُن ارواحوں کو بھی مثل جنّوں کے پرستش اور اُن سے بھی نیکی وبدی پہنچنے کا یقین کرتے تھے۔ اُسی کی نسبت خداتعالےٰ نے فرمایا۔ ولقد علمت الجنۃ یعنی ارواح اشخاص جن کی پرستش وہ کرتے ہیں وہ خود جانتے ہیں کہ خدا کے سامنے حاضر کئے جاوینگے یعنی مجبور ومحکوم ہیں اور قابلِ پرستش نہیں ہیں +

اِن آیتوں میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس جگہ لفظ جنّ سے وہی جنّ مظنونۂ عربِ جاہلیت مراد ہے۔ مگر اِن آیتوں سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی — کہ کوئی ایسی مخلوق جیسا کہ عرب جاہلیت جنّوں کی نسبت خیال کرتے تھے۔ درحقیقت مخلوق ہوئی ہے +

ان آیتوں کے سوا جہاں قرآن مجید میں لفظ جنّ آیا ہے اُس سے وحشی اور جنگلی انسان مراد ہیں جو شہروں سے دور اور جنگلوں و پہاڑوں اور ویران میدانوں میں چھپے رہتے تھے۔ جس کے سبب اُن پر جنّ کا استعمال ہوتا تھا۔ ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ عرب جاہلیت باوجودیکہ اُن میں جنّ مزعوم ومظنون کا خیال بہت عام ہوگیا تھا۔ اور غلبہ پاگیا تھا۔ مگر وہ جنگلی و پہاڑی آدمیوں پر بھی جنّ کا اطلاق کرتے تھے۔ عربی زبان کے لغت کی کتابیں بہت زمانہ بعد تالیف ہوئیں۔ اور جیسا کہ عام دستور ہے۔ کہ زمانہ گذرنے پر

زبان میں اور خیالات و استعمالات میں تغیر ہوتا جاتا ہے۔ اور بہت سے قدیم لفظ اور اُن کے معنی و استعمالات ضائع ہو جاتے ہیں ویسا ہی عربی زبان میں ہوا اور جن کا استعمال وحشی و جنگلی انسانوں کے بدلے مزعومہ و مظنونہ جنّوں پر نہایت کثرت سے ہو گیا۔ اس لیئے جہاں لفظ جن کا قرآن مجید میں یا اشعارِ جاہلیت میں آیا اُس کے معنی اُسی جن مزعومہ و مظنونہ کے سمجھے اور وحشی انسانوں پر اُس کے استعمال سے ذہول[۵۱] ہو گیا۔ مگر ہم ایسی مثالیں اشعار جاہلیت کی پیش کریں گے اور جو حالات اُن کی نسبت بیان ہوئے ہیں اُن کو نقل کریں گے جن کے بعد اس بات میں کہ جن کا لفظ وحشی و جنگلی انسانوں پر بولا گیا ہے کچھ شبہ نہ رہیگا ✦

ہم نے اس مقام پر جو لغات عرب اور اُنکے معنے اور استعمالات کے ضایع ہونیکا ذکر کیا یہ کچھ ہمارا خیال نہیں ہے بلکہ بہت سے علمائے متقدمین کا بھی یہی خیال ہے جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب المزھر میں ایک باب منعقد کیا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ کہ عرب کے

باب القول علیٰ ان لغۃ العرب لم تنتہ الینا بکلیتھا و ان الذی جاء نا عن العرب قلیل من کثیر و ان کثیرا من الکلام ذھب بذھاب اھلہ (المزھر جلد اول صفحہ ۴۳) ✦

کل لغت ہم تک نہیں پہنچے اور جس قدر پہنچے ہیں وہ بہت میں سے بہت تھوڑے ہیں اور بہت سا کلام اہل زبان کے مرجانے سے جاتا رہا ہے ✦

اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ ہمارے علماء یا اُن میں سے اکثر اِس طرف گئے ہیں کہ جس قدر کلامِ عرب ہم تک پہنچا ہے وہ نہایت تھوڑا ہے اور جو کچھ اُنہوں نے کہا۔

ذھب علماؤنا او اکثرھم الی ان الذی انتھی الینا من کلام العرب ھو الاقل، ولو جاءنا جمیع ما قالوہ لجاءنا شعر کثیر و کلام کثیر (المزھر جلد اول صفحہ ۴۳) ✦

اگر وہ سب ہم تک پہنچتا۔ تو بہت ہی کچھ ہوتا۔ اس کے بعد اُنہوں نے بہت سی مثالیں دی ہیں اور اشعار لکھے ہیں جن کے لغت کی تحقیق نہیں ہوئی ✦

اسی کتاب میں حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے۔ کہ اُنہوں نے کہا۔ کہ قوم عرب کا

(قال ابن عوف) عن ابن سیرین قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان الشعر علم قوم لم یکن

علم شعر تھا اور کوئی علم اُن کے پاس اُس سے زیادہ صحت سے نہ تھا پھر جب اسلام آیا تو عرب شعر کا خیال چھوڑ کر جہاد اور فارس اور

زبان عربی پر انقلابات کا اثر

[۵۱] غفلت۔ بے پروائی ✦

لھم علم اصح منہ فجاء الاسلام فتشاغلت عنہ العرب وتشاغلوا بالجہاد وغزوا فارس والروم ولھت عن الشعر وروایتہ فلما کثر الاسلام وجاءت الفتوح واطمانت العرب بالامصار راجعوا روایۃ الشعر فلم یؤلوا الیٰ دیوان مدون وکتاب مکتوب والفوا ذلک وقد ہلک من العرب من ہلک بالموت والقتل فحفظوا اقل ذلک وذھب عنھم منہ کثیر (المزہری جلد دوم صفحہ ۲۳) ✣

روم کی لڑائیوں میں مشغول ہو گئے اور شعر سے اور اُس کی روایت سے بے پروائی کی۔ پھر جب اسلام پھیل گیا اور فتوحات ہو گئیں اور عرب نے شہروں میں قیام کیا تو وہ شعر کی روایت پر پھر متوجہ ہوئے اُنکے پاس کوئی دیوان نہ تھا اور نہ کوئی کتاب لکھی ہوئی تھی۔ اُنہوں نے اُس کو جمع کیا اور اہل عرب سے وہ لوگ جو موت سے یا قتل سے مرے تھے مر چکے تھے۔ پھر اُنہوں نے اُس میں سے بہت ہی تھوڑا محفوظ رکھا اور بہت کچھ اُس میں سے اُنکے پاس سے جاتا رہا ✣

ان تمام حالات کے بیان کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جو اشعار جاہلیت ہم کو دستیاب ہوئے ہیں اگر اُن پر غور کرنے سے ہم کو کسی لفظ کے معنے یا مراد پر اُنہیں اشعار سے کامل یقین ہو کہ اُس کے برخلاف ہونا غیر ممکن ہو اور وہ معنی یا مراد لغت کی موجودہ کتب میں نہ پائے جاویں تو ہم اُس کو غلط نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کا یقین کریں گے کہ اہل لغت سے وہ چھوٹ گیا ہے ✣

اب ہم اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اشعار جاہلیت میں لفظ جن کا استعمال وحشی۔ جنگلی۔ پہاڑی لوگوں پر ہوا ہے۔ مگر سب سے اول ہم توریت میں سے ایک ورس[1] نقل کرتے ہیں۔ جس سے نہایت قدیم زمانہ سے انسان کے دو فریق ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ یعنی بدوی[2] اور حضری[3]۔ یا وبری[4] و مدری[5] یا شہری و دشتی یا سویلیزڈ[6] و باربیرین[7]۔ اور نئے لفظوں میں مَیں کہوں گا۔ اہلی اور وحشی ✣

عبری توریت کتاب پیدایش باب ۲۵۔ ورس ۲۷ میں یہ عبارت ہے:-

وہی عیسو ایش یرع صید ایش شدہ ویعقوب ایش تم لیسب اُہالیم ✣

ترجمہ عربی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۰۴ء۔ وکان عیسو انسانا یعرف الصید انس البریۃ

[1] انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ جو انجیل و توراۃ کے فقروں پر بولا جاتا ہے۔ جس طرح ہم مسلمان قرآن مجید کے فقروں کو آیت کہتے ہیں [2] بیابانی۔ صحرائی۔ جنگلی [3] شہری [4] وبر (پشم) آخر میں یائے نسبت اہل صحرا [5] مدر (مٹی کا ڈھیلا) مدری اہل ذرہ گانوں کا رہنے والا [6] انگریزی زبان کا لفظ ... [7] ... وحشی

ویعقوب انسانا کاملا یسکن الخیام +

ترجمہ عربی توریت سامری مطبوعہ ۱۸۵۴ء۔ وکان العیس رجلا عارفا بالصید رجل بر ویعقوب رجلا کاملا ساکن المضاریب +

ترجمہ مطبوعہ روما ۱۶۷۱ء۔ وصار عیسو رجلا بصیرا فی الصید وانسانا ماواہ البراری فاما یعقوب رجل سلیم کان ساکنا فی الخبا +

ترجمہ زبان عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء۔ صار عیسو رجلا بصیرا فی الصید بریا وکان یعقوب رجلا سلیما اھلیا +

عبری لفظ "شدہ" کا ترجمہ سب نے جنگلی یا صحرائی کیا ہے۔ اس ورس سے انسانوں کی تفریق اہلی اور وحشی ہونے کی نہایت قدیم زمانہ سے معلوم ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہودیوں کو کسی ایسی مخلوق غیر مرئی[1] کا جس کو عرف عام میں جن کہتے ہیں خیال نہ تھا مگر یہودیوں کے ہمسایوں یعنی عمالیق[2] وغیرہ بت پرست قوموں میں یہ خیال ضرور تھا اور وہ لوگ ارواحوں اور مخلوق غیر مرئی کو بطور معبود کے پوجتے تھے۔ اور اُن کو جنگلوں اور پہاڑوں میں ساکن سمجھتے تھے۔ اس لئے توریت وصحف انبیا میں اُن ارواحوں و مخلوق غیر مرئی مظنونہ بت پرستوں اور نیز اُن کے بتوں پر بھی "شدہ" "شدیم" کا اطلاق کیا گیا +

عرب جاہلیت جن کا اطلاق گو مخلوق مزعومہ و مظنونہ غیر مرئی پر کرتے تھے۔ مگر اُن کے اشعار سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کا اطلاق وحشی و جنگلی انسانوں پر بھی کرتے تھے۔ اور یہ امر متعدد دلیلوں سے ثابت ہے +

اوّل ۔ صحاح[3] جوہری میں اَنَس کے معنی جو الف و نون کے زبر سے ہے۔ الحی المقیمون کے لکھے ہیں یعنی انسانوں کے وہ قبیلے جو مِلکر شہروں اور قصبوں میں رہتے ہوں جن کو حضری یا مدری یا شہری یا سویلیزڈ۔ با اہلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے۔ اِنس جو الف کے زیر اور نون کے جزم سے ہے انہیں معنوں میں آتا ہے اور اُس کی سند میں اخفش نے یہ شعر پڑھے۔ ؎

اتوا ناری فقلت منون انتم	وہ میرے الاؤ کے پاس آئے میں نے ان سے کہا کہ تم کون ہو
فقالوا الجن فقلت عموا ظلاما	اُنہوں نے کہا ہم جن ہیں۔ میں نے کہا کہ تمہاری رات خوش گذرے

[1] غیر مرئی یعنی دکھائی دینے والا + [2] قدیم زمانہ میں ایک قوم تھی + [3] لغت عرب کی ایک کتاب ہے +

فقلت الی الطعام فقال منهم
زعیم یحسد الانس الطعاما

پھر مینے اُن سے کہا آؤ کھانا کھاؤ تو اُن میں جو سردار تھا اُسنے کہا کہ ہم انس یعنی شہر کے رہنے والوں کے کھانے پر حسد کرتے ہیں +

اِن اشعار میں جن کا لفظ اِنس کے مقابل میں واقع ہوا ہے - اور جب اِنس کے معنی الحی المقیمون کے یعنی شہری لوگوں کے ہیں تو اُن کے مقابل الحی الغیر المقیمین کے یعنی جنگلی و وحشی آدمیوں کو قرار دینا زیادہ تر قرین قیاس ہے تاکہ تقابل صحیح رہے اور اِس لئے اِن اشعار میں جن بمعنی وحشی و جنگلی آدمیوں کے ہونا چاہیئے +

دوم - شیخ عبدالقادر بن عمر بغدادی نے کتاب خزانۃ الادب میں اسی قسم کے شعر جدع بن سنان الغسانی کے نقل کئے ہیں اُس کی تحقیق میں وہ قصیدہ جس کے مذکورہ بالا اشعار ہیں میمیہ قصیدہ نہیں ہے بلکہ حائیہ قصیدہ ہے جدع بن سنان کا جو ایک مشہور شاعر زمانہ جاہلیت کا تھا اور اُسکے مندرجہ ذیل اشعار سے زیادہ وضاحت سے پایا جاتا ہے - کہ جن کا اطلاق وحشی - جنگلی آدمیوں پر ہوا ہے اور وہ اشعار یہ ہیں :- ؎

اتوا ناری فقلت منون انتم
فقالوا الجن فقلت عموا صباحا
نزلت بشعب وادی الجن لما
رایت اللیل قد نشر الجناحا
اتیتهم غریبا مستضیفا
راوا قتلی اذا فعلوا جناحا
اتونی سافرین فقلت اهلاً
رایت وجوههم وسما صباحا
نحرت لهم وقلت الا هلموا
کلوا مما طهیت لکم سماحا
اتانی قاشر وبنوا ابیه
وقد جن الدجی واللیل لاحا
فنازعنی الزجاجة بعد وهن

میرے الاؤ کے پاس وہ آئے تو مینے کہا کہ تم کون ہو - تو اُنہوں نے کہا کہ جن (یعنی پہاڑی) مینے کہا کہ تمہاری صبح اچھی ہو + میں وادی الجن کی گھاٹی میں اُترا تھا جبکہ رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے یعنی رات کا اندھیرا چھا گیا تھا اسلیئے وہیں اُتر پڑا تھا میں اُنکے پاس گیا بطور ایک مسافر کے مہمان کے - اور اُنہوں نے میرا مار ڈالنا اگر وہ ایسا کرتے ایک گناہ خیال کیا + پھر وہ میرے پاس چلکر آئے تو مینے کہا مبارکباد مجھکو اُنکے چہرے شباہت میں صبح کے سے روشن معلوم ہوئے + مینے اُنکے لئے اُونٹ ذبح کیا اور کہا کہ ہاں آؤ اور جو کچھ مینے تمہارے لئے فراخ حوصلگی سے پکایا ہے اُس کو کھاؤ + میرے پاس قاشر اور اُسکے باپ کی اولاد آئی - اور تاریکی چھا گئی تھی - اور رات ظاہر ہو گئی تھی + اُس نے ذرا ٹھہر کر شراب کے پیالہ میں چھینا چھانی کی

مزجت لهم بها عسلا وراحا

اور میں نے اُنکے لئے شراب میں شہد ملا دیا تھا +

اب یہ کہدینا کہ وہ سب جنّ ہی تھے اور جنوں ہی نے باتیں کی تھیں اور اونٹ کا گوشت کھایا تھا اور شراب پی تھی۔ کسی ذی عقل کا تو کام نہیں ہے +

سوم۔ جوہری نے لفظ رون کے بیان میں لکھا ہے۔ کہ اَنَس اَلف و نوَن کے زبر سے جِنّ کے مقابل اشعار میں آیا ہے۔ اور یہ شعر نقل کیا ہے۔ اور جب جنّ کا لفظ اِنس یعنی شہری کے مقابل میں آیا ہے۔ تو جنّ کے لفظ سے وحشی قرار دینا نہایت قرین قیاس ہے +

بها حاضر من غير جن يروعه
ولا انس ذولر وفان وذو زجل

یعنی وہاں وہ حاضر تھا بغیر کسی جن کے کہ ڈراتا اُس کو اور نہ کوئی شہر کا رہنے والا تھا غل غپاڑہ مچانیوالا +

چہارم۔ خزانۃ الادب میں ورقہ بن نوفل کا یہ شعر نقل کیا ہے +

ولا سليمان اذ دان الشعوب له
الجن والانس تجری بينها البرد

اور نہ سلیمان جبکہ مطیع ہوئے قبیلے اُسکے لئے یعنی جن اور انس آتے جاتے تھے اُن میں قاصد +

خزانۃ الادب میں اِس شعر کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ شعوب جمع ہے شعب کی اور

الشعوب جمع شعب بفتح وسکون وهو ما تشعب ای تفرق من قبائل العرب والعجم وبينه منها بقوله الجن والانس (خزانۃ الادب جلد ثانی صفحہ ۳۸) +

وہ وہ ہیں جو شعبہ شعبہ ہوتے ہیں یعنی جو متفرق ہو گئے عرب اور عجم کے قبیلوں میں سے اور شاعر نے اُنہیں کی طرف جن اور انس کہکر تصریح کی ہے۔ اور یہ شعر صاف اس بات کی دلیل ہے کہ جن اور انس کا لفظ انسانوں پر بولا گیا ہے +

پنجم۔ نابغہ[۵] ذبیانی کے دیوان میں یہ دو شعر ہیں +

لقد قلت للنعمان يوم لقيته
يريد بنی جن ببرقة صادر
تجنب بنی جن فان لقاءهم
كريه وان لم تلق الا بصابر

البتہ میں نے کہا نعمان سے جس دن کہ میں اُس سے ملا۔ وہ بنی جن سے لڑنے کو تھا مقام صادر کے ریتلے کنکریلے میدان میں + علیحدہ رہ بنی جن سے پھر بیشک اُنکے مقابل ہونا۔ بُرا ہے اگرچہ نہ ملے تو مگر صابر آدمیوں کے ساتھ +

اس شعر کی شرح اِس طرح پر کی ہے۔ کہ میں نے اُس کو کہا۔ کہ علیحدہ رہ بنی جن سے

قلت له تجنب بنی جن فان لقاءهم مكروہ

بیشک اُن کا مقابلہ بُرا ہے اور اگر تو اُن کا

[۵] ایام جاہلیت کا مشہور شاعر ہے +

وان لم تلقهم الا برجل صابر شدید فی الحرب یرید انهم اشد صبرا ممن یلقاهم وان بلغ فی الصبر الغایۃ +

مقابلہ نہیں کریگا مگر ساتھ ایسے شخص کے جو نہایت مستقل ہو لڑائی میں۔ شاعر کا اس کہنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ بہت زیادہ مستقل ہیں۔ اُس سے جو اُن کے مقابل ہو۔ اگرچہ وہ مستقل رہنے میں کتنے ہی انتہا کے درجہ تک پہنچ گیا ہو +

قبل اس کے کہ ہم اس پر کچھ اَور زیادہ لکھیں ہم کو بیان کرنا چاہئے۔ کہ عرب میں بہت سے قبیلے تھے جو بنی جن کہلاتے تھے۔ یا اور طرح پر جن کے لفظ سے منسوب تھے۔ جیسے جنّی وغیرہ۔ اس قسم کے نام ہونے کا ایک عام قاعدہ تمدن کے مطابق تھا۔ کیونکہ جب تمدن کو وسعت ہوتی جاتی ہے۔ تو ہر جگہ کے لوگ تمدن میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور شہر اور قصبے خود بھی آباد کرتے ہیں۔ اور شہر اور قصبے جو آباد ہو گئے ہیں اُن میں بھی آکر سکونت اختیار کرتے ہیں۔ مگر اُن کا قدیم لقب باقی رہتا ہے اُسکی مثال ہندوستان کی قوموں میں جو ہماری آنکھ کے سامنے ہیں بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ پہاڑی لوگ جب کہیں شہر یا قصبہ میں آباد ہو جاتے ہیں ہمیشہ اُن کا لقب پہاڑی چلاجاتا ہے۔ پنجاب کے لوگ دوسرے ملکوں میں آباد ہو گئے ہیں باوجود گذرنے پشتوں کے پنجابی کہلاتے ہیں۔ جاٹ جو مغربی سرحد سے آکر آباد ہوئے ہیں اور معلوم نہیں کہ کتنی پشتیں اُن کی گذر گئیں مگر پچھادی[1] کہلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر جب وحشی جنگلی لوگ عرب کی بستیوں میں آکر آباد ہوئے تو وہ لوگ اُسی قدیمی نام سے موسوم رہے۔

علاوہ اس کے ایک قوم کے زن یا مرد کی دوسری قوم کے مرد یا عورت سے شادی ہو جانے سے ایک جدا شاخ اُس قوم کی ایک جُدا لقب سے پیدا ہو جاتی ہے پس اس عام قاعدہ تمدّن سے عرب بھی خالی نہ تھا۔ عرب میں ایک دستور آپس میں قوموں کے حلیف ہونیکا تھا۔ اور حضریوں کا بدویوں یا مدریوں کا وبریوں سے حلیف ہونا کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے انکار ہو سکے۔ اور اسی سبب سے بعض لوگ بنی جن اور بعض اُنکے حلیف کہلاتے تھے۔ پس اس شعر میں بنی جن کا لفظ اُنہیں قدیم وحشی جنگلی آدمیوں پر اطلاق ہوا ہے۔ جنہوں نے بمرور زمانہ کسی قدر تمدّن اختیار کر لیا تھا۔ اور بعض مقاموں پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر اپنے لقب بنی جن سے مشہور تھے +

[1] پچھم (مغرب) کے رہنے والے +

اِس شعر میں جس لڑائی کا ذکر ہے شارح دیوان نابغہ نے اُس کو اس طرح پر بیان کیا ہے:-

قال الوزیر ابو بکر قال ابو الحسن اراد النعمان ان یغزوا بنی جن وھم قوم من بنی عذرة وقد کانت بنو عذرة قبل ذلک قتلوا رجلا من طی یقال له ابو جابر واخذوا امراته وغلبوا علی وادی القریٰ وھو کثیر النخل فقال النابغة یمدح بنی عذرة وکان لھم مادحا وقال ابو عبیدة لما اراد النعمان بن الحارث غزو بنی جن کان النابغة عندہ فنھاه عن ذلک واخبرانھم فی حرة وبلاد شدیدة فابی علیه فبعث النابغة الی قومه یخبرھم بغزو النعمان لھم ویامرھم بان یمدوا بنی جن فلما غزاھم النعمان فی بنی غسان التحمت قوم النابغة لبنی جن والتقوا مع ال غسان فھزموھم وجاروا علی ما معھم من الغنایم واسھموا لبنی مرة بن عوف (شرح دیوان نابغہ جلد اول صفحہ ۴۶)+

وزیر ابو بکر نے کہا کہ ابو الحسن نے یہ کہا کہ نعمان نے ارادہ کیا کہ بنی جن پر چڑھائی کرے اور بنی جن بنی عذرہ میں سے ایک قوم ہے اور اس سے پہلے بنی عذرہ نے ایک آدمی بنی طے کو جس کا نام ابو جابر تھا مار ڈالا تھا۔ اور اُس کی جورو کو پکڑ لے گئے تھے اور وادی القریٰ پر جس میں بہت سے کھجوروں کے درخت ہیں قبضہ کر لیا تھا۔ تو نابغہ نے بنی عذرہ کی مدح کی ہے۔ اور وہ اُن کا مدح کرنیوالا تھا۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ کہ جب نعمان حارث کے بیٹے نے بنی جن پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ تو نابغہ اُسکے پاس موجود تھا۔ اُس نے اُس کو چڑھائی کرنے سے منع کیا اور اُس کو جتلایا۔ کہ وہ سنگستان میں ہیں اور اُن کا ملک بھی نہایت سخت ہے۔ یعنی وہاں جانا سخت مشکل ہے مگر نعمان نے انکار کیا۔ پھر نابغہ اپنی قوم کے پاس گیا تاکہ وہ نعمان کی چڑھائی سے اُن کو خبر دے اور اُن سے کہے کہ بنی جن کی مدد کریں۔ پھر جب نعمان نے بنی غسان کے ساتھ اُن پر چڑھائی کی تو قوم نابغہ کی بنی جن سے مُٹ بھیڑ ہوئی۔ اور آل غسان کا مقابلہ کیا۔ پھر اُن کو شکست دی۔ اور مال و اسباب اُن کا لے لیا۔ اور بنی مرہ بن عوف کو اُس میں سے حصہ دیا+

اب کیا کسی ذی عقل کا کام ہے۔ کہ بنی جن سے انسان نہ سمجھے بلکہ اُن کو ایک قوم مزعومہ و مظنونہ مخلوق غیر مرئی سمجھے+

ششم۔ شرح دیوان نابغہ میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسد اور بنی ذبیان عرب کے دو قبیلے تھے۔ مگر ایک واقعہ کے سبب بنی اسد بنی ذبیان کے حلف سے علیحدہ ہو گئے۔ اُس پر نابغہ نے کہا۔ ؎

کانك من جمال بنی اقیش
یقعقع خلف رجلیه بشن

یعنی گویا کہ تو بنی اقیش کی اونٹنیوں میں سے ہے۔ کھڑکھڑایا جاتا ہے اُسکے پانوں کے پیچھے سوکھے ہوئے مشکیزے سے +

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے۔ کہ بنی اقیش کی اونٹنیاں اچھی نہیں تھیں

جمال بنی اُقیش غیر عتاق تنفر من کل شیئ منسوبة الی حی من الجن یقال لهم بنو اُقیش وانشد سیبویه +

اور ہر چیز سے بھاگتی تھیں اور وہ منسوب ہیں ایک عرب کے قبیلہ بنی جن سے جن کو کہا جاتا ہے بنو اقیش اور اُس کی سند میں سیبویہ نے یہی شعر پڑھا تھا +

یہ بات بہت صاف ہے کہ بنی اُقیش جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے ہونگے اور جیسے کہ جنگل کے رہنے والوں کی مویشی غیر مانوس اور ہر چیز سے بدکنے والے ہوتے ہیں بنی اُقیش کی اونٹنیاں بھی ہر چیز سے بدکتی اور بھاگتی ہونگی۔ اسلیئے کسی کے کسی سے علیحدہ ہونے کے لیئے جمال بنی اُقیش بطور ضرب المثل کے ہو گیا +

صحاح جوہری اور شرح قاموس دونوں میں لکھا ہے کہ اُقیش قوم من العرب۔

قال السهیلی فی الروض۔ آل ایش یحتمل ان تکون قبیلة من المومنین ینسبون الی ایش واحسبه اراد بآل ایش بنی اُقیش وهم حلفاء الانصار من الجن +

یعنی اُقیش عرب کی ایک قوم ہے اور آلِ اِیش کی نسبت لکھا ہے کہ سہیلی نے روض میں لکھا ہے کہ آل اِیش غالباً ایک قبیلہ مسلمانوں کا ہے جو منسوب ہے اِیش کی طرف اور اُس نے خیال کیا ہے آل اِیش سے بنی اُقیش کو اور وہ انصار کے حلیف تھے جن میں سے اور اُقیش ابن ذہل اُن کے شاعروں میں سے تھا +

سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت عرب کے قبیلوں کو بتوں کی پرستش چھوڑنے اور توحید اختیار کرنے کی

(وقال یعنی عبد العزی بن عبد المطلب ابو لهب) یا بنی فلان ان هذا الرجل انّما یدعوکم الی ان تسلخوا اللات والعزّی

نصیحت فرما رہے تھے تو عبد العزی یعنی ابو لہب نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اس کی بات نہ مانو کیونکہ یہ تم کو اس طرف بلاتا ہے۔ کہ تم اپنی گردنوں

من اعنا قکم وحلفاء کم من الجنّ من بنی مالک بن اُقیش الیٰ ما جاریہ من البدعۃ والضلالۃ فلا تطیعوہ ولا تسمعوا منہ +

میں سے لات وعُزّیٰ کو نکالکر اور اپنے حلیفوں کو جو جنّ ہیں سے ہیں (قبیلہ بنی مالک بن اُقیش سے) چھوڑ کر اُس بدعت وگمراہی کی طرف آؤ جو وہ لایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنی مالک بن اُقیش اہل مکّہ کے حلیفوں میں سے تھے +

اب یہ سوال ہے۔ کہ بنی جن جو قوم بنی عذرہ میں سے تھے اور جن سے نعمان لڑا اور آل اُیش یا بنی اُقیش جو انصار کے حلیف تھے اور بنی مالک بن اقیش جو اہل مکّہ کے حلیف تھے۔ یہ سب وہی جن مزعومہ ومظنونہ تھے جن کی نسبت کہا جاتا ہے۔ جسم[1] ناری حساس متحرک بالارادۃ تیتشکل باشکال مختلفہ۔ حاشا وکلا۔ یہ وہی جنّ ہیں جن کی نسبت خدا نے فرمایا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الّا لیعبدون +

اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ کہ زمانۂ جاہلیت میں جنّ کا اطلاق وحشی وجنگلی قوموں پر اور اُن قوموں پر جو در اصل پہاڑی وحشی تھے مگر رفتہ رفتہ تمدّن کی ترقی ہونے سے اُنہوں نے بھی تمدّن اختیار کیا تھا اور مقیم ہوئے لائزڈیا شہری قوموں سے حلیف ہوگئے تھے ہوا ہے اور وہ سب انسان تھے اور وہ وہمی اور خیالی وجود جن کی عرب پرستش کرتے تھے اور جن کو بسبب مخفی ہونیکے جنّ سے تعبیر کرتے تھے بالکل ایک علیٰحدہ وہم اور خیال تھا۔ اور نہ قرآن مجید سے کسی ایسی مخلوق کا وجود ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حمقا جنوں کے وجود کا خیال کرتے ہیں پس جبتک کہ ایسی مخلوق کا مخلوق ہونا قرآن مجید سے ثابت نہ کیا جاوے تو لفظ جنّ سے ایسی واقعی مخلوق مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن مجید میں جہاں لفظ جنّ آیا ہے اُس سے وہمی اور خیالی وجود غیر موجود سمجھنا محض غلط اور بیجا ہے۔ اب ہم قرآن مجید کی اُن باقی ماندہ آیتوں کو بیان کریں گے جن میں لفظ جنّ کا اطلاق بمعنی وحشی اور وبری انسانوں پر آیا ہے۔ وبہ نستعین +

پہلی آیت۔ سورۂ ذاریات میں خدا فرماتا ہے۔ ماخلقت الجن والانس الالیعبدون۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نے تمام انسانوں کو وہ شہر میں رہنے والے ہوں یا جنگلوں اور پہاڑوں میں بسیرا کرنے والے سب کو پیدا کیا ہے کہ خدا کی عبادت کریں +

دوسری آیت۔ خدا تعالیٰ سورۂ فصلت اور سورۂ احقاف میں فرماتا ہے۔ قد خلت من قبلھم من الجن والانس انھم کانوا خسرین۔ سورۂ فصلت میں خدا

[1] آگ سے بنا ہوا جسم محسوس کرنے والا۔ ارادے سے حرکت کرنے والا۔ مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے والا +

اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو ایمان نہیں لائے۔ اور سورۂ احقاف میں خدا نے ایک مثال ایسے شخص کی دی ہے جو خدا پر ایمان لایا اور باپ ماں کے ساتھ جس نے اُس کو جنا اور دودھ پلایا احسان کیا اور اچھے کام کئے اور دوسری مثال ایسے شخص کی دی ہے جو ماں باپ کے ساتھ گستاخی و بدزبانی سے پیش آیا اور ایمان نہیں لایا۔ اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جن پر عذاب کا سچا وعدہ ہوا ہے۔ اور اُن گروہوں میں داخل ہیں جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں۔ جن اور انس یعنی ہر قسم کے انسانوں سے کہ وہ نقصان پاتے تھے +

تیسری آیت۔ سورۂ اعراف میں خدا نے فرمایا ہے۔ ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار۔ یعنی خدا تعالٰے نے کافروں کی زبان حال سے اول یہ فرمایا کہ جب خدا کے بھیجے ہوئے اُن کی جان نکالنے کو آوینگے تو پوچھیں گے۔ کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے تو کہیں گے کہ وہ تو کھوئے گئے اور اپنے کفر پر یقین کریں گے۔ خدا کہیگا کہ اُن لوگوں کے ساتھ جو تم سے پہلے گذرے ہیں جن اور انس سے یعنی ہر قسم کے انسان سے آگ میں داخل ہو +

چوتھی آیت۔ خدا تعالٰے سورۂ انعام میں فرماتا ہے۔ یا معشر الجن والانس۔ یعنی اے شہر کے رہنے والو اور جنگل اور پہاڑ میں بسیرا کرنیوالو۔ الم یاتکم رسل منکم کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن مجید انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے۔ اُس میں جس قدر انبیا اور رسل کا ذکر ہے اُنہیں کا ہے۔ جو انسانوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ برخلاف اُن نصوص صریحہ کے یہ کہنا کہ مخلوق موہوم اور مزعوم میں بھی اُنہیں میں سے اُن کے رسول آئے تھے۔ یا یہ کہنا کہ یہی انبیا اُن کے لئے بھی رسول تھے۔ کوئی سلیم العقل تو نہیں قبول کر سکتا +

پانچویں آیت۔ خدا تعالٰے اسی سورۂ انعام میں فرماتا ہے۔ لقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون ؕ یعنی خدا فرماتا ہے کہ ہم نے بہتوں کو جن اور انس میں سے یعنی مہذب و غیر مہذب

انسانوں میں سے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے - یہ اس لئے فرمایا کہ اس سے پہلی آیت میں فرمایا تھا - وانفسھم کانوا یظلمون - یعنی وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے - اس آیت میں اُس کی تفصیل کی ہے - کہ اُن کو دل دیا ہے سمجھنے کو - مگر وہ اُس سے نہیں سمجھتے - اُن کو آنکھیں دی ہیں مگر وہ اُن سے نہیں دیکھتے - اُن کو کان دیئے ہیں مگر وہ اُن سے نہیں سُنتے - یہی لوگ ہیں چوپایوں کی مانند بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ - کیونکہ یہ سب چیزیں جو چوپایوں کو دی ہیں وہ تو اُن کو اُن کاموں میں لاتے ہیں جن کے لئے اُن کو دی گئی ہیں اور یہ لوگ اُن کو کام میں بھی نہیں لاتے یہی لوگ ہیں غافل +

کس خوبی اور فصاحت اور دل میں اثر کرنیوالے طریقہ سے خدا تعالے نے اِس آیت میں ہر قسم کے انسانوں کا مہذب ہوں یا غیر مہذب - شہری ہوں یا جنگلی پہاڑی - حال بیان کیا ہے - خدا سمجھے اُن لوگوں سے جو اِن تمام خوبیوں کو غارت کرکے جن کے لفظ سے ایک وجود غیر مرئی اپنی مزعومہ ومظنونہ غیر موجود کو سمجھتے ہیں +

والحق لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا لعل اللہ یھدیھم الی الحق والھدایۃ امر من لدیہ وکل امر یرجع الیہ +

چھٹی آیت - خدا تعالے نے سورۂ اسرے میں فرمایا ہے - قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا - یعنی کہدے اے پیغمبر اگر جمع ہوجاویں انس یعنی شہروں کے رہنے والے اور جن یعنی بدو میں جو خالص عربی زبان جاننے والے تھے - اس بات پر کہ کوئی چیز اس قرآن کی مانند لاویں تو اُس کی مانند نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں +

اس کے بعد خدا فرماتا ہے - ولقد صرفنا للناس فی ھذا القران من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا - یعنی ہم نے اِس قرآن میں انسانوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں دی ہیں پھر اکثر آدمیوں نے ناشکری سے ان کو نہیں مانا - اس آیت میں لفظ انس وجن کے بدلے لفظ ناس فرمایا ہے جس سے علانیہ ثابت کرتا ہے کہ پہلی آیت میں بھی انس وجن سے ناس ہی مراد تھے نہ دیو جن موہومہ و مظنونہ کفار +

ساتویں آیت - خدا تعالے نے سورۂ انعام میں فرمایا - وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا -

اس آیت میں صاف صاف خدا نے فرمایا ہے کہ مدعی اور وہی شریر اور بدذات آدمی نبیوں کے دشمن ہوتے ہیں اور آپس میں بنا بنا کر چکنی چپڑی باتیں بناتے ہیں۔ یہاں جن سے وہی جن مزعومہ اور مظنونہ کو قرار دینا اور نعوذ باللہ انبیا کے ساتھ عداوت سے اُن کا وسوسہ انبیا کے دل میں ڈالنا مراد لینا کس قدر افسوس کے لایق بات ہے۔ مفسرین کی اس تفسیر کو کوئی شخص جو انبیاء علیہم السّلام کی قدر و منزلت جانتا ہے تسلیم نہیں کر سکتا +

آٹھویں آیت ۔ سورۂ الرحمٰن میں خدا نے فرمایا۔ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان۔ یہ آیت قیامت میں کافروں کے عذاب ہونے میں ہے اور یہ بتایا ہے۔ کہ وہ کسی طرح کہیں بھاگ کر عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ قرآن مجید میں اُن مزعومہ اور مظنونہ جنوں کی نسبت کچھ بھی احکام اوامر و مناہی کے نہیں ہیں۔ انسانوں کے لئے تو قرآن مجید میں احکام بھرے پڑے ہیں اور اُن مظنون جنوں کی نسبت ایک بھی نہیں پھر وہ دوزخ میں کس وجہ سے جاوینگے اور کیوں عذاب پاوینگے۔ اگر انسان اُن کی پرستش کرتے ہیں تو ان کا کیا قصور ہے۔ وہ تو کہدینگے۔ کہ انہم لکاذبون۔ پس کوئی شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس آیت میں لفظ جن سے بجز جنگلی اور وحشی انسانوں کے جو اسی طرح مکلف ہیں۔ جیسے کہ شہری اور کوئی مخلوق مراد نہیں ہو سکتی ہے +

نویں آیت ۔ اسی سورہ میں خدا نے قیامت قائم ہونے کے حال میں بیان فرمایا ہے۔ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان۔ اور دوسری جگہ حوران بہشتی کے حال میں فرمایا ہے۔ لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان۔ جان اور جن ایک لفظ ہے۔ ان آیتوں میں بوجہ حسن کلام کے بجائے جن کے جان بولا ہے۔ جو دلیل کہ ہم آٹھویں آیت میں بیان کر چکے ہیں۔ اُس سے ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں بجز انسانوں کے کوئی اور مخلوق غیر مرئی اور غیر مکلف بالاحکام من القرآن مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ اور دوسری آیت میں حوران بہشتی کی عصمت ظاہر کرنے کو تعمیم کی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ کسی انسان نے

اُن کو پہلے نہیں چھوا ہے۔ وعندی ان ھذا لیس الا التمثیل من نعیم الجنۃ التی جاء فیھا لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر +

دسویں آیت ۔ سورۂ نمل میں خدا نے فرمایا ہے۔ وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر وھم یوزعون۔ یعنی جمع کیا گیا سلیمان کا لشکر جن سے اور انس سے اور طیر سے اور وہ ترتیب سے کھڑے کئے جاتے تھے +

اوّل تو نہایت تعجّب ہے کہ مفسّرین یا مترجمین قرآن نے لفظ طیر کے معنی مرغان یا پرند جانوروں کے لئے ہیں۔ اُن کو لشکر سے کیا تعلق ہے۔ لشکر ایک ترتیب سے کھڑا کیا جاتا ہے۔ مگر پرند سپاہیوں کے ساتھ کس ترتیب سے کھڑے کئے جا سکتے ہیں +

طیر کا اطلاق گھوڑوں پر ہوتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلیمان کا لشکر جس میں جنّ و انس و گھوڑے تھے جمع کیا گیا۔ جنّ سے مراد انہیں جنگلی و پہاڑی انسانوں سے ہے جو لشکر سلیمان میں داخل تھے۔ نہ اُن جنّوں سے جن کا وجود صرف مزعومہ و مظنونہ جاہلیت ہے نہ وجود حقیقی۔ اِن صاف باتوں کو نہ سمجھنے اور ایک عجیب قصہ بنا لینے کا سبب یہی ہے۔ کہ دلوں پر جنّ چھایا ہوا تھا۔ اور اس طرف خیال بھی نہیں جاتا تھا کہ کوئی انسان بھی ایسے ہیں جن پر جنّ کا اطلاق ہوتا ہے +

گیارھویں آیت ۔ سورۂ انعام میں خدا نے فرمایا ہے۔ یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس۔ مفسرین اور مترجمین نے استکثرتم کے معنے یہ لئے ہیں۔ کہ اے گروہ جنّوں کے تم نے بہت سے انسان اپنے تابع بنا لئے ہیں +

ہم اگرچہ استکثرتم کے معنے اس طرح پر لینے تحقیق سے بعید سمجھتے تھے لیکن ہم نے اپنی تفسیر میں اُنہیں معنوں کو اختیار کر لیا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اس طرح معنی لینے میں لفظ یا کا جو جنّوں کے لئے بطور ندا کے آیا ہے صرف بطور خطابیات کے ہے۔ جیسے کہ بیجان چیزوں کو ندا کی جاتی ہے۔ مثلاً سورۂ ہود میں ہے۔ یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی۔ اور سورۂ انبیا میں ہے۔ یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم۔ اور سورۂ سبا میں ہے۔ یا جبال اوّبی معہ۔ مگر ہمارے

نزدیک یہاں بھی جن سے وہی جنگلی و پہاڑی آدمی مراد ہیں - اس سے پہلی آیتوں میں خدا تعالےٰ نیک و بد انسانوں کا برابر ذکر کرتا آتا ہے - پھر فرمایا کہ قیامت میں سب کو اکٹھا کریں گے - اُسی کے ساتھ اُن لوگوں کو جو پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے رہتے تھے - خطاب کر کر بتلایا کہ تم نے بہت زیادہ جمع کر لیے گناہ بہ نسبت شہر والوں کے - پس استکثار سے زیادتی معاصی ہیں مراد ہے جیسے کہ ہمیشہ پہاڑی و جنگلی آدمی بہ نسبت شہر والوں کے زیادہ قتل و غارت اور انواع معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں - اس لئے اُن کو خاص خطاب کیا - اور پھر دونوں کو خطاب کر کے فرمایا - کہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے - اس لئے اس مقام پر بھی جن سے مزعومہ و مظنونہ عرب جاہلیت مراد نہیں ہے +

بارھویں آیت - سورۂ جن کی ہے - جہاں خدا نے فرمایا - قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قراٰنا عجبا یھدی الی الرشد فاٰمنا بہ ولن نشرک بربنا احدا +

تیرھویں آیت - سورۂ احقاف کی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے - واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القراٰن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین +

یہ دونوں آیتیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں - اور جو لفظ جن کا اُن میں آیا ہے وہ بالکل دوسرے معنوں میں ہے یعنی اُن لوگوں کی نسبت جنہوں نے چھپکر اور پوشیدہ ہو کر قرآن سُنا تھا اور آنحضرت صلعم کو معلوم نہ تھا آنحضرتؐ سے پوشیدہ تھے اس لئے اُن کی نسبت جن کا لفظ اطلاق ہوا ہے +

ترمذی میں ایک بہت لمبی حدیث ابن عباس سے منقول ہے - اگرچہ وہ حدیث بلحاظ اُس کے مضمون کے جو اس حدیث میں ہے تسلیم کے قابل نہیں ہے - مگر خارج از مضمون راوی کی یہ رائے ہے - ماقرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن ولاراٰھم - یعنی آنحضرت صلعم نے جنوں کو قرآن نہیں سُنایا تھا - اور نہ اُن کو دیکھا تھا - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن لوگوں نے چھپ کر

قرآن سنا تھا +

تمام سورۂ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے چھپ کر قرآن سُنا تھا مختلف مذاہب کے انسان تھے۔ اور قرآن سننے کے بعد وہ سمجھے کہ اُنکے عقیدے اور اُن کے خیالات محض غلط ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے عقائد اور اُن کی غلطیوں کو بیان کیا ہے۔ پس وہ انسان تھے نہ جن مزعومہ و مظنونہ عرب جاہلیت +

چودھویں آیت ۔ سورۂ ہود میں خدا نے فرمایا ہے ۔ وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین +

پندرھویں آیت ۔ خدا تعالےٰ سورۂ سجدہ میں فرماتا ہے۔ لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین +

سولھویں آیت ۔ سورۂ ناس میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس +

ان تینوں آیتوں میں جنّۃ اور ناس کا لفظ آیا ہے بجائے لفظ جن اور انس کے جن اور جنّۃ ایک لفظ ہے ۔ البتہ ناس میں تمام انسان شہری ہوں یا پہاڑی سب شامل ہیں ۔ مگر پھر جن کو علیحدہ بیان کرنے سے اور انس کو علیحدہ بیان کرنے سے زیادہ تصریح و توثیق حکم کی مقصود ہوتی ہے جیسے کہ عام کو بیان کرنے کے بعد خاص کو پھر بیان کر دیتے ہیں جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے۔ من کان عدواً للہ وملائکتہ وجبریل ومیکال ۔ حالانکہ فرشتوں میں جبریل و میکائیل داخل تھے۔ مگر پھر اُن دونوں کو علیحدہ بیان کرنے سے تاکید و توثیق و تنبیہ حکم کی مقصود ہے ۔ اسی طرح اِن مقاموں میں جنّۃ کا لفظ فرما کر ناس کا لفظ فرمایا جس میں انسان جن یعنی وبری اور انسان اِنس یعنی مدری دونوں شامل ہیں۔ اس سے مخاطب اوّل جنگلی و پہاڑی لوگ ہیں جن کی نسبت فرمایا تھا۔ قد استکثرتم اور پھر دونوں کو شامل کیا۔ اور اس لیئے ان دونوں آیتوں سے بھی کسی ایسی مخلوق کا وجود جیسا کہ مزعوم و مظنون کفار تھا۔ ثابت نہیں ہوتا +

سترھویں آیت ۔ سورۂ سبا میں خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ ومن الجن من یعمل

بین یدیہ باذن ربہ - یعنی جنّوں میں سے وہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کے سامنے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے حکم سے کام کرتا تھا +

تاریخ اور توریت سے پایا جاتا ہے کہ بادشاہ صور نے ایک کاریگر کو جو صور کا رہنے والا تھا حضرت سلیمان کے ہاں کام کرنے کو بھیجا تھا۔ اُسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے۔ ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ - اور یہ ایک تاریخانہ ثبوت اس بات کا ہے۔ کہ جن کا لفظ قرآن مجید میں پہاڑی آدمیوں پر اطلاق ہوا ہے +

اٹھارھویں آیت - سورۂ نمل میں سلیمان اور بلقیس کے قصہ میں خدا نے فرمایا قال عفریت من الجنّ انا اٰتیك بہ قبل ان تقوم من مقامك وانی علیہ لقوی امین - عفریت کے معنے لغت میں زبردست مضبوط کے ہیں - پس جب حضرت سلیمان نے بلقیس کے لئے تخت منگانا چاہا - ایک زبردست پہاڑی آدمی نے کہا - میں ابھی اٹھالاتا ہوں - یہ جو مفسّرین نے قصہ بنایا ہے کہ وہ تخت شہر سبا یعنی ملک یمن میں تھا نہ اُس کی کچھ اصلیت ہے نہ اُس کا کچھ ثبوت ہے - سلیمان کے مکان میں وہ تخت ہوگا - اُنھوں نے اُس کو منگانا چاہا - ایک شخص نے کہا حضورؑ میں ابھی اٹھالاتا ہوں - اس میں نہ کچھ عجیب قصہ ہے نہ کوئی بات ہے - مگر ہاں واعظین کے لئے منبر پر بیٹھ کر عجیب وغریب دُور از کار اور دور از عقل باتیں بنانے کو کافی نہیں +

اُنیسویں آیت - خداتعالےٰ نے سورۂ سبا میں سلیمان کے قصہ میں فرمایا فلما خرّ تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المہین - مصر میں عام رواج تھا - کہ مُردے کی لاش کو ممی سے محفوظ کرکے رکھ چھوڑتے تھے اور کسی سہارے سے کھڑا کر دیتے تھے - اگر کسی کو آنکھ سے دیکھنا ہو تو اب بھی مصر میں جاکر وہاں کے میوزیم[۱] میں دیکھے دو ایک لاشیں میاں کی ہوئی دیوار کے سہارے کھڑی ہوں گی +

یہ طریقہ ممی کرنے کا یہودیوں میں جاری ہوگیا تھا - حضرت یوسف کی لاش کو ممی کرکے رکھا گیا تھا - اور جب یہودی مصر سے چلے تھے تو اُس کو ساتھ لے لیا تھا - اسی طرح حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اُن کی لاش کو ممی کرکے ایک

[۱] عجائب خانہ +

لکڑی کے سہارے کھڑا کر دیا ہوگا۔ بیت المقدس کی تعمیر میں ہزاروں جنگلی و پہاڑی آدمی پکڑے آئے تھے اور بیگار میں کام کرتے تھے۔ اُنھوں نے اُس ممی کی ہوئی کھڑی ہوئی لاش کو جانا ہوگا۔ کہ حضرت سلیمان زندہ ہیں۔ اور کام کئے جاتے تھے۔ اتفاقاً اُس لکڑی کو جس کے سہارے وہ لاش کھڑی تھی کسی کیڑے نے کھالیا اور لاش گر پڑی۔ جب اُن پہاڑی آدمیوں نے جانا۔ کہ وہ مر چکے ہیں۔ تو کام چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور کہا کہ اگر ہم کو غیب کی بات معلوم ہوتی تو ہم اس مصیبت میں نہ رہتے یعنی پہلے ہی سے چلے جاتے +

ہم اپنی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں اور اب پھر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اس بات سے انکار کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ سوائے موجودات مرئی اور محسوس کے کوئی اور ایسی مخلوق موجود نہ ہو جو مرئی نہ ہو۔ مگر کلام اس میں ہے کہ جس طرح جنوں کی مخلوق کو مسلمانوں نے تسلیم کیا ہے۔ ایسی مخلوق کا وجود قرآن مجید سے ثابت نہیں +

علمائے اسلام جن کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ جسم ناری حساس متحرک بالارادہ متشکل باشکال مختلفہ۔ اسی بنا پر عام مسلمان خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک ہوائی آگ کے شعلہ سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں مرد اور عورت دونوں ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں جنتے جناتے ہیں۔ طرح طرح کی شکلوں میں بنجاتے ہیں انسانوں کے سر پر آتے ہیں اُن کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اُن کو اُٹھالیجاتے ہیں۔ اُن کو مار ڈالتے ہیں۔ انسانوں پر عاشق ہو جاتے ہیں۔ اُن کو تازہ بتازہ میوے لا کر دیتے ہیں اور دکھائی نہیں دیتے مگر جب چاہیں اور جیسی شکل میں چاہیں اپنے تئیں دکھلا دیتے ہیں۔ یعنی اپنے جسم میں دفعتہً ایسا مادہ پیدا کر لیتے ہیں کہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ آدمی کی صورت بنکر بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں عامل اُن کو آدمی بنا کر اپنے گھوڑے کا سائیس کر لیتے ہیں۔ مگر اس میں سے ایک بات بھی قرآن مجید سے ثابت نہیں +

کتب احادیث و سیر میں جو قصے جنوں کے لکھے ہیں وہ تو ایسے ہیں جیسے کہ اس زمانہ میں مشہور ہوتے ہیں اور جن کی کچھ اصلیت نہیں ہوتی کوئی ایسی معتبر حدیث موجود

نہیں ہے۔ جس سے واقعی حالات ایسی مخلوق کے اور اُنکے ایسے افعال کے جیسا کہ عرب جاہلیت کو خیال تھا ثابت ہوتے ہوں +

تمام علمائے علم حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ کل حدیثیں بالمعنی روایت کی گئی ہیں نہ باللفظ اس لئے الفاظ حدیث اُس اخیر راوی کے متصور ہوتے ہیں جس نے اُن سے روایت کی۔ جنہوں نے اُس کو حدیث کی کتابوں میں قلمبند کیا اور اس سبب سے حدیثیں کلام مولدین قرار پائی ہیں جن سے بلحاظ علم ادب استناد نہیں ہو سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ علمائے علم ادب مثل سیبویہ و اخفش وغیرہ نے علم ادب میں کسی حدیث سے استدلال نہیں کیا بلکہ اشعار جاہلیت اور کلام بدویین سے جو محض جاہل تھے استدلال کیا ہے۔ اس پر مصنف خزانۃ الادب نے بہت بڑی بحث کی ہے اور بہت سے وجوہ بیان کئے ہیں جن کے سبب علمائے علم ادب نے بلحاظ علم ادب کے حدیث پر استدلال کرنا متروک رکھا ہے +

علاوہ اس کے حدیث کی صحت اور مستند ہونے پر بجز اُن افعال صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے جو اب تک متواتراً اور نسلاً بعد نسلٍ عمل میں آتے رہے ہیں اس قدر لمبی بحثیں ہیں کہ اُن سے کوئی ایسی بات جس کا ثبوت قرآن مجید سے علانیہ نہ ہوتا ہو ایسے طور پر ثابت ہو سکے جو بنیاد ایسے عقیدے کی ہو جس کا ثبوت نہ عقلاً ہو اور نہ اُس کا وجود ظاہر میں ہو۔ اس لئے اس باب میں حدیثوں اور سیر کی روایتوں سے بحث کرنا ہمارے نزدیک محض فضول اور بیفائدہ ہے۔ حسبنا کتاب اللہ مگر ہم ایک حدیث بخاری کی جو جامع الکتب حدیث ہے اور ترمذی کی جو بخاری کی اُسی حدیث سے متعلق ہے اور ایک آدھ روایت کتب سیر سے اس مقام پر تمثیلاً نقل کرتے ہیں :-

بخاری نے کتاب التفسیر میں سورۂ جن کی تفسیر میں ابن عباس سے یہ حدیث

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا ابو	لکھی ہے۔ کہ ابن عباس نے کہا کہ رسول خدا
عوانۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن	صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابیوں کے ساتھ
عباس قال انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ	سوق عکاظ کی طرف تشریف لئے جاتے تھے
وسلم فی طائفۃ من اصحابہ عامدین الی	اور شیاطین میں اور شیاطین کے آسمان کی خبر
سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین وبین	ملنے میں روک ہوگئی تھی اور اُن پر شہاب ثاقب

خبر السماء وارسلت علیہم الشھب فرجعت
الشیاطین فقالوا مالکم قالوا حیل بیننا وبین
خبر السماء وارسلت علینا الشھب قال ما
حال بینکم وبین خبر السماء الا ما حدث
فاضربوا مشارق الارض ومغاربها فانظروا
ما ھذا الامر الذی حدث فانطلقوا فضربوا
مشارق الارض ومغاربها ینظرون ما ھذا الامر
الذی حال بینھم وبین خبر السماء قال
فانطلق الذین توجھوا نحو تھامة الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بنخلة وھو عامد الی
سوق عکاظ وھو یصلی باصحابہ صلوٰة الفجر۔
فلما سمعوا القراٰن تسمعوا لہ فقالوا ھذا الذی
حال بینکم وبین خبر السماء فھنالک رجعوا
الی قومھم فقالوا یا قومنا انا سمعنا قراٰنا عجبا
یھدی الی الرشد فاٰمنا بہ ولن نشرک بربنا
احدا وانزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ علیہ
وسلم قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن
وانما اوحی الیہ قول الجن +

پھینکے جاتے تھے۔ پھر شیاطین وہاں سے
پھرے اُن کے بھائی بندوں یا دوستوں نے
یا اُن کی قوم نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے اُنہوں
نے کہا کہ ہم میں اور آسمان کی خبریں روک
ہو گئی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے
ہیں۔ (قال) کیا چیز ہم میں اور آسمان کی خبر
میں روک ہو گئی ہے۔ مگر کوئی نئی بات ہوئی
ہے۔ پھر جاؤ دنیا میں اُس کے مشرق سے
اُس کے مغرب تک اور دیکھو کہ کیا یہ بات ہے
جو نئی پیدا ہوئی ہے۔ پھر وہ چلے اور دنیا میں
اُسکے مشرق اور اُسکے مغرب میں دیکھتے ہوئے
پھرے کہ کیا یہ بات ہے جو روک ہو گئی ہے
ہم میں اور آسمان کی خبریں کہا کہ جو شیاطین چلے
وہ آئے تہامہ کی طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پاس نخلہ میں اور آنحضرت سوق عکاظ
کو جاتے تھے۔ اور اپنے اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز
پڑھ رہے تھے۔ پھر جب اُن شیاطین نے
قرآن سُنا تو خوب غور سے سُنا پھر بولے یہی وہ
چیز ہے۔ جو ہم میں اور آسمان کی خبریں روک ہے۔ پھر وہیں سے اپنی قوم کے پاس لوٹے
اور کہا اے ہماری قوم ہم نے سنا ایک عجیب قرآن جو اچھی راہ پر ہدایت کرتا ہے پھر ہم تو
اُس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے۔ اُس
وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی۔ قل اوحی الی
انہ استمع نفر من الجن۔ اور وحی جو نازل ہوئی تھی وہ جنوں کی بات کرنا تھی +

اب غور کرنا چاہیے۔ کہ یہ بخاری کی حدیث ہے محمد اسمٰعیل بخاری کے نزدیک اُسکے
راوی معتبر ہونگے۔ مگر عام طور پر حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ابن عباسؓ بھی

آنحضرتؐ کے ساتھ اُس مقام پر موجود تھے۔ اور اگر نہیں تو اُنہوں نے کیونکر جانا۔ کہ شیاطین میں یہ سب باتیں ہوئی تھیں کیونکہ یہ اشارہ بھی اس حدیث میں اس پر نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے ابن عباس سے وہ باتیں جو جنوں میں باہم ہوئی تھیں فرمائی ہوں اس کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ قال فانطلق الذین توجھوا نحو تھامۃ۔ قال کی ضمیر حضرت ابن عباس راوی کی طرف راجع ہے۔ پھر اُنہوں نے کس طرح جانا کہ جنوں نے قرآن سُنا اور ایمان لے آئے اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ ہمارے اور آسمان کی خبر میں یہی روک ہو گئی ہے +

علاوہ اس کے شہاب ثاقب کا شیاطین پر پھینکے جانے کا ذکر ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے ہمیشہ شہاب ثاقب بھی چلتے رہے ہیں +

کس قدر تعجب ہے۔ کہ ترمذی کی حدیث میں ہے۔ ولم تکن النجوم یرمی بھا قبل ذلک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ستارے یعنی شہاب ثاقب نہیں مارے جاتے تھے۔ اُس کے اوپر یہ بات کہنی کہ پہلے تھوڑے ستارے مارے جاتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کے بعد کثرت سے مارے جاتے تھے۔ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی شخص جو شہاب ثاقب کے اسباب سے واقف ہے قبول نہیں کر سکتا۔ زیادہ تعجب تو یہ ہے۔ کہ روک تو ہوئی تھی آسمان پر اور وہ اُس روک کے تلاش کرنے کو زمین میں مشرق سے مغرب تک دوڑتے پھرے۔ وانا اقسم باللہ الذی نفسی بیدہ لیس ھذا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ معلوم نہیں۔ کہ درحقیقت کیا بات تھی اور حضرت عباس نے کیا فرمایا تھا اور راوی کیا سمجھے۔ پہلے راوی نے دوسرے راوی سے کیا کہا اور دوسرے نے تیسرے سے اور تیسرے نے چوتھے سے اور چوتھے نے پانچویں سے۔ اور جو کچھ بخاری نے اپنی کتاب میں لکھا پانچ چھ آدمیوں میں ہو کر آیا اور معلوم نہیں کیا کیا تغیر وتبدل مضمون میں اور الفاظ میں ہو گیا +

ترمذی میں یہی حدیث ہے۔ اور حضرت ابن عباس ہی کی روایت سے جس میں

حدثنا عبد بن حمید ثنی ابو الولید نا ابو عوانہ عن ابی البشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال ما قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن ولا راٰھم انطلق رسول اللہ صلی اللہ	اُن کے سوا تین اور راوی بھی وہی ہیں جو بخاری کے راوی ہیں۔ اور وہ حدیث اس طرح پر آئی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ نہیں پڑھا یعنی قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

علیه وسلم فی طائفة من اصحابه عامدین
الی سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین
وبین خبر السماء وارسلت علیهم الشهب
فرجعت الشیاطین الی قومهم فقالوا
مالکم قالوا ما حال بیننا وبین خبر السماء
وارسلت علینا الشهب فقالوا ما حال بیننا
وبین خبر السماء الا من حدث فاضربوا
مشارق الارض ومغاربها فانظروا ما هذا
الذی حال بینکم وبین خبر السماء قال
فانطلقوا یضربون مشارق الارض ومغاربها
یبتغون ما هذا الذی حال بینهم وبین
خبر السماء فانصرف اولئك النفر الذین
توجهوا نحو تهامة الی رسول الله صلی الله علیه
وسلم وهو بنخلة عامدًا الی سوق عکاظ وهو
یصلی باصحابه صلوة الفجر فلما سمعوا القرآن
استمعوا له فقالوا هذا والله الذی حال
بینکم وبین خبر السماء قال فهنالك رجعوا
الی قومهم فقالوا یا قومنا انا سمعنا قرآنا عجبًا
یهدی الی الرشد فامنا به ولن نشرك
بربنا احدًا فانزل الله تبارك وتعالی
علی نبیه صلی الله علیه وسلم قل اوحی الی
انه استمع نفر من الجن وانما اوحی الیه قول
الجن وبهذا الاسناد عن ابن عباس قال
قول الجن لقومهم لما قام عبد الله یدعوه
کادوا یکونون علیه لبدًا قال لما راوه

نے جنوں پر اور نہ اُن کو دیکھا۔ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم چند اپنے اصحابوں کے ساتھ
سُوق عکاظ جانے کے قصد سے روانہ ہوئے
اور شیاطین میں اور آسمان کی خبریں روک
ہوگئی تھی۔ اور پھینکے جاتے تھے اُن پر شہاب
ثاقب۔ پھر لوٹے شیاطین اپنی قوم کے
پاس اُنہوں نے کہا۔ کہ کیا تمہارا حال ہے
اُنہوں نے کہا کہ روک ہوگئی ہے ہم میں اور
آسمان کی خبریں اور پھینکے جاتے ہیں ہم پر
شہاب ثاقب۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ کیا چیز
روک ہوگئی ہے تم میں اور آسمان کی خبر
میں۔ الا کسی نئی چیز سے۔ پھر جاؤ دنیا کے
مشرقوں اور اُسکے مغربوں میں۔ پھر دیکھو کیا
یہ چیز ہے جو روک ہوئی ہے تم میں اور
آسمان کی خبریں کہا۔ پھر وہ گئے دنیا کے
مشرقوں اور اُس کے مغربوں کو ڈھونڈھتے
ہوئے۔ کہ کیا یہ ہے جو روک ہوگئی ہے
اُن میں اور آسمان کی خبر میں۔ پھر پھرے
یہ لوگ جو متوجہ ہوئے تھے تہامہ کو طرف
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ
نخلہ میں تھے ارادہ کرتے ہوئے جانے کا
سوق عکاظ کی طرف اور وہ نماز پڑھ رہے
تھے اپنے اصحابوں کے ساتھ فجر کی۔ پھر
جب اُنہوں نے قرآن سُنا اور اُس کو خوب
سُنا تو اُنہوں نے کہا یہ قسم اللہ کی روک ہوا

يصلي واصحابه يصلون بصلاته ويسجدون بسجوده قال تعجبوا من طواعيه اصحابه له قالوا لقومهم لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا هذا حديث حسن صحيح +	ہے تم میں اور آسمان کی خبروں میں - کہا پھر اُسی جگہ سے وہ لوٹے اپنی قوم کی طرف پھر اُنہوں نے کہا اے ہماری قوم بیشک ہم نے سنا قرآن عجیب ہدایت کرتا ہے اچھی طرف پھر ہم ایمان لے آئے

اُس پر اور ہم نہ شریک کریں گے اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو پھر اُتاری اللہ برکت والے بڑے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر - قُلْ اُوحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ استمع نفر من الجن اور صرف جو وحی بھیجی گئی تھی وہ جنوں کی بات تھی - اور انہیں راویوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے - کہ اُنہوں نے کہا کہ بات جنوں کی اُن کی قوم کے لئے یہ تھی - لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا - ابن عباس نے کہا کہ اُن کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ اُنہوں نے دیکھا آنحضرت صلعم کو اور اُن کے اصحاب کو نماز پڑھتے ہیں - آنحضرتؐ کی نماز کے ساتھ اور سجدہ کرتے ہیں آنحضرتؐ کے سجدہ کے ساتھ تو اُنہوں نے تعجب کیا آنحضرتؐ کے لئے اُن کے اصحاب کی اطاعت سے تو اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا - لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا - یعنی جب کھڑا ہوا بندہ اللہ کا کہ عبادت کرے اُس کی قریب تھا کہ ہو ویں اُس پر جمگھٹ +

باوجودیکہ یہ ایک حدیث ہے اور وہی اُس کے راوی ہیں جو بخاری کی حدیث کے راوی ہیں اور ان دونوں حدیثوں میں چودہ جگہ اختلاف ہے جس کو ہم بیان کریں گے اور وہ اختلاف صرف لفظی ہی نہیں ہے بلکہ ایسا اختلاف ہے جس سے بہت کچھ مطلب بدل جاتا ہے - اور وہ اختلاف یہ ہیں +

بخاری	ترمذی
۱ - + ...	۱ - قال ما قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجن ولا رآهم +
۲ - فرجعت الشيطن +	۲ - فرجعت الشيطن الى قومهم +
۳ - قال ما حال بينكم وبين خبر السماء +	۳ - فقالوا ما حال بيننا وبين خبر السماء +
۴ - الا ما حدث +	۴ - الا من حدث +

٥- فانظروا ما هذا الامر الذی حدث +	٥- فانظروا ما هذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء +
٦- فانطلقوا فضربوا مشارق الارض ومغاربها +	٦- فانطلقوا یضربون مشارق الارض ومغاربها +
٧- ینظرون ما هذا الامر الذی +	٧- یبتغون ما هذا الذی +
٨- قال فانطلق الذین توجهوا نحو تهامه +	٨- فانصرف اولئك النفر الذین توجهوا نحو تهامه +
٩- بنخلة وهو عامدا الی سوق عكاظ +	٩- وهو بنخلة عامدا الی سوق عكاظ +
١٠- تسمعوا له +	١٠- استمعوا له +
١١- فقالوا هذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء +	١١- فقالوا هذا الذی والله الذی حال بینکم وبین خبر السماء +
١٢- فهنالك رجعوا الی قومهم +	١٢- قال فهنالك رجعوا الی قومهم +
١٣- وانزل الله تعالی +	١٣- فانزل الله تبارك وتعالی +
١٤-	١٤- وهذا الاسناد عن ابن عباس قال قول الجن انه لما قام عبد الله یدعوه كادوا یكونون علیه لبدا قال لما رأوه یصلی واصحابه یصلون بصلاته ویسجدون بسجوده قال تعجبوا من طواعیة اصحابه له قالوا لقومهم لما قام عبد الله یدعوه كادوا یكونون علیه لبدا +

١- یعنی ترمذی میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر قرآن نہیں پڑھا اور نہ اُن کو دیکھا۔ مگر بخاری میں یہ جملہ نہیں ہے +

٢- ترمذی میں ہے۔ کہ پھر شیاطین پھرے اپنی قوم کے پاس۔ مگر بخاری میں اپنی قوم کے پاس نہیں ہے +

۳- بخاری میں لفظ قال ہے جس کی ضمیر بظاہر راوی کی طرف پھرتی ہے اور اگر کوئی لفظ مقدر مانو تو شیطان کی طرف پھیرو- مگر ترمذی میں لفظ قالوا ہے - یعنی شیاطین کی قوم نے کہا کہ کیا چیز روک ہے تم میں اور آسمان کی خبریں میں +

۴- بخاری میں ہے- کہ کوئی چیز نئی پیدا ہوئی ہے اور ترمذی میں ہے کہ نئی چیز پیدا ہونے سے ہے +

۵- بخاری میں ہے پھر دیکھو کہ کیا یہ بات ہے جو پیدا ہوئی ہے اور ترمذی میں ہے پھر دیکھو کہ کیا ہے یہ جو روک ہے تم میں اور آسمان کی خبریں +

۶- بخاری میں ہے پھر وہ گئے اور چلے زمین یعنی دنیا کے مشرقوں اور اُس کے مغربوں میں- ترمذی میں ہے پھر وہ گئے چلتے زمین یعنی دنیا کے مشرقوں اور اُسکے مغربوں میں +

۷- بخاری میں ہے دیکھو کہ یہ کیا بات ہے- ترمذی میں ہے- کہ ڈھونڈھو یہ کیا ہے +

۸- بخاری میں ہے- قال پھر اُس کی ضمیر میں مشکل پڑی ظاہر میں یہ ہے کہ راوی نے کہا- ترمذی میں لفظ قال نہیں ہے بلکہ یوں ہے- کہ پھر پھرے وہ گروہ جو متوجہ ہوئے تھے تہامہ کی طرف +

۹- بخاری میں ہو کا لفظ مؤخر ہے اور ترمذی میں مقدم +

۱۰- بخاری میں تسمعوا کا لفظ ہے- اور ترمذی میں استمعوا +

۱۱- ترمذی میں واللہ کا لفظ قسم ہے اور بخاری میں واللہ کا لفظ نہیں ہے +

۱۲- پھر وہ وہاں سے پھرے مگر ترمذی میں لفظ قال ہے جس کی ضمیر بظاہر راوی کی طرف پھرتی ہے- یعنی راوی نے کہا کہ پھر وہاں سے پھرے +

۱۳- بخاری میں وانزل اللہ تعالےٰ ہے اور ترمذی میں ہے فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ +

۱۴- اخیر طولانی عبارت ترمذی میں ہے لیکن بخاری میں نہیں ہے +

یہ سب باتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ احادیث بالمعنی بیان ہوئی ہیں نہ باللفظ اور اس لئے نہایت شبہ رہتا ہے- کہ راوی اول نے کیا بیان کیا تھا اور رفتہ رفتہ اُس میں کیا تغیر وتبدل ہو گیا- اس لئے جہاں تک ممکن ہو اس قسم کے حالات میں جو قصص سے

متعلق ہیں صرف قرآن مجید کے الفاظ پر منحصر رہنا چاہیئے۔ اور اُن قصوں کی پیروی کرنے سے بچنا چاہیئے۔ جو کتب احادیث وتفاسیر وسیر میں مندرج ہیں +

جنوں ہی کے متعلق ایک اور حدیث ترمذی میں آئی ہے۔ پہلے راوی ابن مسعود

حدثنا علی بن حجر نا اسمٰعیل بن ابراهیم عن داؤد عن الشعبی عن علقمۃ قال قلت لابن مسعود هل صحب النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لیلة الجنّ منکم احدا قال ما صحبه منا احد ولکن افتقدناه ذات لیلة وهو بمکّة فقلنا اغتیل استطیر ما فعل فبتنا بشر لیلة بات بها قوم حتی اذا اصبحنا او کان فی وجه الصّبح اذا نحن به یجیٔ من قبل حرا قال فذکروا له الذی کانوا فیه قال فقال اتانی داعی الجن فاتیتهم فقرأت علیهم قال فانطلق فارانا آثارهم وآثار نیرانهم قال الشعبی وسالوه الزاد وکانوا من جن الجزیرة فقال کل عظم لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ یقع فی اید یکم اوفر ما کان لحما وکل بعرة او روثة علف لدوابکم فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم فلا تستنجوا بهما فانهما زاد اخوانکم من الجن هذا حدیث حسن صحیح +

ہیں۔ اُن کے بعد علقمہ ہیں اور علقمہ سے شعبی نے روایت کی ہے اور اُن سے اوروں نے۔ علقمہ نے کہا۔ کہ میں نے ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ لیلۃ الجن میں تم میں سے کوئی نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اُنھوں نے کہا کہ نہیں ہم میں سے کوئی نہ تھا۔ لیکن ہم نے ایک رات آنحضرتؐ کو جبکہ وہ مکّہ میں تھے کھو دیا تھا۔ پھر ہم نے کہا۔ کہ کوئی دھوکا دیکر اُن کو پکڑلے گیا پھر ہم نے نہایت مصیبت کی رات جو کسی قوم پر گذری ہو بسر کی یہاں تک کہ جب ہم نے صبح کی یا صبح ہونے لگی کہ ہم اُنکے پاس تھے وہ آتے تھے حرا کی طرف سے پھر ہم نے اُن سے کہا جو ہم پر ہوا تھا۔ راوی نے کہا پھر فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جنوں کا ایلچی میرے پاس آیا۔ پھر میں انکے پاس گیا۔ پھر اُنکے سامنے قرآن پڑھا

راوی نے کہا پھر وہ گئے اور ہم کو اُن کے یعنی جنوں کے نشان اور اُن کے الاؤ دکھائے راسکے آگے اس حدیث میں ابن مسعود کا بھی نام چھوڑ دیا ہے اور علقمہ کا بھی نام چھوڑ دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ) شعبی نے کہا۔ کہ اُنھوں نے اُن سے خوراک کا سوال کیا اور وہ تھے جزیرہ کے جنّ۔ پھر کہا (غالباً قَالَ کی ضمیر اُسی طرف پھرتی ہے۔ جس طرف سالوہ کی ضمیر راجع ہے یعنی آنحضرتؐ کی طرف) تمام ہڈیاں جن پر نام خدا کا نہیں لیا گیا تمہارے ہاتھ لگیں گی بہت زیادہ ہوں گی گوشت سے اور اونٹنیوں کی تمام مینگنیاں اور گوبر تمہارے

چار پایوں کا چارہ ہے - پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت استنجا کرو اُن دونوں سے کہ وہ دونوں خوراک ہیں تمہارے بھائیوں کی جو جنوں میں سے ہیں +

ممکن ہے - کہ کسی جزیرے کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہوں اور آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے ہوں اور آنحضرتؐ نے نشان کسی قافلہ کے ٹھہرنے کے جو مثل الاؤ لگانے کے ہوتے ہیں دکھائے ہوں اور رفتہ رفتہ راویوں کے خیال میں جو جن چھا گیا تھا اُس سے اُنہوں نے اُن لوگوں کو جن مزعومہ و مظنونہ سمجھا ہو گو کہ قافلہ کے نشان صریح انسانوں کے قافلہ پر دلالت کرتے ہیں لیکن آدھی حدیث میں جو دو اصلی راویوں کو چھوڑ کر شعبی سے روایت لکھی ہے اُس پر کیونکر اعتقاد ہو سکتا ہے اور جو کچھ شعبی نے بیان کیا ہے وہ ایک عام مشہور بات تھی جس کو اُس نے حدیث سے ملا دیا - قدیم سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ جن ہڈیاں اور گوبر کھاتے ہیں - تعجب یہ ہے کہ اُنکے اجسام کو نہایت لطیف ہوائی ناری مانتے ہیں اور اُن کی خوراک یہ کچھ - پس ایسے قصص و حکایات ہرگز اس قابل نہیں ہیں - کہ قرآن مجید کی تفسیروں میں شامل کئے جاویں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوں - واقسم باللہ ان ذاتہ الشریف بری عن مثل ذلک الھفوات +

حدیث کی کتابیں نہایت قابل ادب ہیں اُن کے جامعین نے ایک طرح سے نہایت احسان کیا ہے کہ احادیث کے جمع کرنے میں اس قدر محنت کی ہے مگر اُن کا ایسا کرنا قرنِ اوّل کے صحابہ کرام کے برخلاف ہوا - بہرحال اُنہوں نے جو کچھ کیا نہایت نیک نیتی اور محبت اسلام سے کیا - وہ خود بھی نہایت بزرگ اور قابل ادب تھے - مگر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن کی حدیثیں مثل قرآن مجید کے بری عن السھو والخطا ہیں - معہذا اُن بزرگوں نے حتی المقدور راویوں کے ثقہ اور معتبر ہونے پر حدیث کی صحت کا مدار رکھا ہے مگر اُس کی صحت کی پڑتال میں درایت سے کام نہیں لیا - اور یہ باریک بات یا تو مخالفین مذہب اسلام کی نظر سے چوک گئی ہے یا قصداً اُنہوں نے اُس کو ترک کر دیا ہے اور احادیث و روایات کے استدلال سے مذہب اسلام پر اعتراض کئے ہیں - اس میں کسی قدر خطا مسلمانوں کی ہے کیونکہ اصول حدیث میں حدیث کی صحت تسلیم کرنے کو درایت کو قایم کیا ہے - مگر افسوس کہ اُس پر عمل بہت ہی کم کیا ہے - پس حدیثوں پر استدلال کرنے میں لازم ہے - کہ

علاوہ دیگر اصول تصحیح حدیث درایتاً بھی اُس پر نظر ڈالی جاوے کہ از روئے درایت کے بھی صحیح ہے یا نہیں۔ اور اس اصول سے کوئی حدیث ہو صحیحین کی یا اَور کوئی کتب حدیث کی بری نہیں ہو سکتی ؛

سیرت ابن ہشام میں اس سے بھی زیادہ غیر مفہوم باتیں لکھی ہیں۔ اسمار بنت

قالت (اسماء بنت ابی بکر) قالت ثم انعرفوا فمکثنا ثلاث لیال ما ندری این وجہ رسول اللہ صلعم حتی اقبل رجل من الجن من اسفل مکہ یتغنی بابیات من شعر غناء العرب وان الناس لیتبعونہ یسمعون صوتہ وما یرونہ حتی خرج من اعلیٰ مکہ وھو یقول۔

جزا اللہ رب النّاس خیر جزاءہ
رفیقین حلا خیمتی اُمِّ مَعْبَدِ
ھما نزلا بالبرِّ ثُمَّ تروّحا
فافلح من امسیٰ رفیق محمّدِ
لیھنی بنی کعب مکان فتاتھم
ومقعدھا للمؤمنین بمرصد

قال ابن اسحٰق قالت اسمآئ بنت ابی بکر فلمّا سمعنا قولہ علمنا حیث وجہ رسول اللہ صلعم وان وجہ الی المدینۃ وکانوا اربعۃ رسول اللہ صلعم والو بکر وعامر بن فھیرۃ مولیٰ ابی بکر وعبد اللہ بن ارقط دلیلھما

ابی بکر کا قول لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت مکہ سے تشریف فرما ہوئے۔ تو تین رات تک ہم نے انتظار کیا۔ اور ہم نے نہ جانا کہ آنحضرتؐ کس طرف تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ ایک شخص جنّوں میں سے اسفل مکہ سے چند عربی شعر عرب کے راگ کے گاتا ہوا آیا لوگ اُس کے پیچھے ہوئے اُس کی آواز سنتے تھے۔ اور اُس کو نہ دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اعلےٰ مکہ سے ہو کر چلا گیا۔ اُن شعروں کا ترجمہ یہ ہے۔ بدلہ دے۔ اللہ پروردگار لوگوں کا اچھا بدلہ اپنا۔ دو رفیقوں کو جو ٹھہرے خیموں ام معبد میں۔ وہ دونوں اُترے ساتھ نیکی کے۔ پھر دونوں چلے گئے۔ پھر فلاح پائی اُس شخص نے جو ہوا رفیق محمدؐ کا۔ تاکہ مبارک ہو بنی کعب کو جگہ اُن کی لڑکی کی (یعنی ام معبد کی جو بیٹی تھی کعب کی اور ایک عورت تھی بنی کعب کی جو ایک شاخ ہے خزاعہ کی) ؛ درانحالیکہ اُس کے رہنے کی جگہ مسلمانوں کے لئے جگہ تھی ٹھہرنے کے لئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمار بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اُس کا یعنی جن کا یہ گانا سُنا تو ہم نے جان لیا۔ جس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے ہیں۔ اور اُن کا جانا

مدینہ کی طرف تھا۔ اور وہ چار شخص تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ او
ابوبکر۔ اور عامر بن فہیرہ۔ مولٰی ابی بکر۔ اور عبداللہ بن ارقط۔ اُن کا اگوا
یعنی راہنما +

اس قسم کی تمام روایتیں محض نامعتمد ہیں۔ افواہی بے اصل باتیں جیسے کہ اس زمانہ میں بھی مشہور ہوتی ہیں۔ اسی طرح اُس زمانہ میں بھی بہت سی بے اصل باتیں مشہور ہوتی تھیں جن کو اہل سیر نے بطور روایت اپنی کتابوں میں لکھدیا ہے +

سیرت ابن اسحٰق ان تمام قصوں کی جڑ ہے۔ اور اُس میں بھی بہت سے اشعار مختلف قصوں پر لکھے ہیں۔ وہ سب مصنوعی اور بنائے ہوئے ہیں۔ میزان اعتدال ذہبی میں لکھا ہے کہ ابوبکر شیبانی نے اپنے باپ سے سُنا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ میں نے محمد بن اسحٰق کو دیکھا۔ کہ وہ شاعروں کو حدیثیں دیتا تھا۔ اور وہ اس پر شعر کہدیتے تھے۔ اور ابوبکر خطیب بغدادی نے کہا ہے۔ کہ روایت کی گئی ہے۔ کہ ابن اسحٰق شعرائے وقت کے پاس مغازی کے اخبار بھیجتا تھا۔ اور اُن سے چاہتا تھا۔ کہ اُس کے لئے شعر کہدیں۔ پس تمام قصّوں میں جو اشعار مندرج ہیں وہ ہرگز اُس زمانہ کے جسکے وہ قصّے ہیں اور اُن لوگوں کے جن کے وہ قصّے ہیں نہیں ہیں بلکہ مصنوعی ہیں جو اُن کے نام سے اُن قصّوں میں لگادیئے ہیں +

ابو بکر بن ابی داؤد حدثنی ابی ثنا ابن ابی عمر الشیبانی سمعت ابی یقول رایت محمد بن اسحٰق یعطی الشعراء الاحادیث یقولون علیہا الشعر وقال ابو بکر الخطیب روی ان ابن اسحٰق کان یدفع الی شعراء وقتہ اخبار المغازی ویسئلہم ان یقولوا فیہا الاشعار لیلحقہا بہا (میزان الاعتدال ذہبی) +

تمت بالخیر

مکمل مجموعۂ لکچرز و اسپیچز

اس کتاب مکمل مجموعۂ لکچرز و اسپیچز سرسید مرحوم کی تمام تقریریں شروع سے لیکر انتہا تک بھری پڑی ہیں جیسا کہ انہوں نے مختلف طریقہ سے مسلمانوں کی حالت گمنام کو روبہ اصلاح کرنے کی خاطر کوشش کی ویسا ہی یہ لکچرز بھی بے نظیر دل اور دماغ کے طرح طرح کے نتیجوں سے مملو ہیں جو شخص اُس مرحوم ہیرو کی اولوالعزمی استقلال، صبر و تحمل، بُردباری، انکساری اور عالی حوصلگی نیز نگاہ ہے کہ یہ لیکچروں کا جو وقتاً فوقتاً مزہ دکھاتی رہی ہیں اندازہ کرنا چاہئے۔ قوم اور قومی ہمدردی اور ملک کی بہتری، اسلام کی حمایت، سچی دلسوزی، صاف بیانی، الفاظ کی زبان اُردو کی تقریر و تحریر، تہذیب اخلاق کا بے مثل نمونہ بننے کے لئے اپنی آیندہ زندگی میں اس سے اچھا سبق سیکھنا چاہے اسکو واسطے اس مجموعۂ لکچرز و اسپیچز سے بڑھکر کوئی ناصح و مشفق اور رہبر کامل نہیں ہے لقمان کی حکمت، ارسطو کا فلسفہ اور شکسپیر کی فصاحت اسکے آگے معمولی قرار دیجا سکتی ہیں ✤ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳؎

الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ

اس کتاب میں ایک دیباچہ اور بارہ خطبے شامل ہیں دیباچہ میں یہ بحثیں ہیں، مذہب کیا چیز ہے؟ سچے مذہب کے پرکھنے کا سچا اصول کیا ہے؟ اسلام صحیح طور پر کن احکام کا مجموعہ ہے۔ اُن کتابوں پر بحث جو عیسائی اور مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پر لکھی ہیں سر ولیم میور کی کتاب کا لُب لُباب مجمل کا ذکر جس کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے ✤

خطبہ اوّل عرب کا جغرافیہ، عرب کے قبایل اور سلاطین پر محققانہ بحث الفاظ سارا سن کی تحقیق، حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے حالات پر محققانہ بحثیں، حضرت ہاجرہ کی حُریت پر بحث ✤ خطبہ دوم۔ عرب جاہلیت کی رسوم عادات، بت پرستی، حجر اسود اور خانہ کعبہ کا ذکر، حج زمانہ جاہلیت میں، رسوم ازدواج ✤ خطبہ سوم۔ عرب جاہلیت کے ادیان پر بحث نہایت تفصیل سے، اسلام کی مناسبت دیگر الہامی مذاہب سے ✤ خطبہ چہارم اسلام انسان کیلئے رحمت اور تمام انبیا کی مذاہب کی پشت و پناہ ہے، اسلام انسانی تمدن کے موافق ہے، کثرت ازدواج، طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں، یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے کیا فائدہ پہنچا ✤ خطبہ پنجم۔ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں پر محققانہ بحث ✤ خطبہ ششم۔ مذہبی روایتوں کے معتبر اور غیر معتبر ہونے پر مدلل بحث ✤ خطبہ ہفتم۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور نزول پر بحثیں ✤ خطبہ ہشتم خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ ✤ خطبہ نہم آنحضرت کے نسب نامہ پر محققانہ بحث، شجرہ نسب آنحضرت مع شجرہ نسب مصنف کتاب ✤ خطبہ دہم بشارات نسبت آنحضرت کے جو توریت و انجیل میں ہیں ✤ خطبہ یازدہم۔ روایات شق صدر اور معراج کی تحقیق ✤ خطبہ دوازدہم۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کے حالات ✤

اس کتاب کے شروع میں مرحوم سرسید کی رنگین عکسی تصویر بھی ہے کتاب نہایت خوشخط اور اعلےٰ درجہ کا غذ پر طبع کی گئی ہے ✤ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۳؎

احکام طعام اہل کتاب

مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کھانا کھانے کیواسطے اسلامی احکام اس میں سرسید مرحوم نے نہایت معتبر احادیث اور قرآن پاک کی آیات جمع کر کے اس بحث کی ہے نہایت خوبی سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک اور نبی عرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس معاملہ میں کیا تعلیم دی ہے قیمت ۶ر

سرسید کے آخری مضامین

یہ وہ عالی قدر اور مقدس مضامین ہیں جو مرحوم سرسید نے از ابتداء یکم شوال ۱۳۱۴ھ لغایت ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ تک نہایت دلسوزی کیساتھ لکھے اور آخر کار مضمون لکھتے لکھتے ہی ہم سے دائمی مفارقت کر کے اپنے مالک حقیقی کی طرف تشریف لیگئے۔ راقم نے یہ خیال کر کے یہ گوہر بے بہا ضایع نہ ہو جاویں نہایت تلاش اور تجسس سے جمع کر کے طبع کرائے اور مضامین اُسی قوم کے نام نامی پر معنون کئے جسکی واسطے وہ جگر گوشہ بتول و آل رسول عمر بھر سر توڑ کوششیں کرتا رہا۔ وطن ہی بیوطن ہوا خویش و یگانے اپنے بیگانے کا ہدف تیر ملامت بنا، سختیاں سہتا رہا، بُرے بول سنتا رہا، کبھی سودائی بنا کبھی مجنوں، پر حرف شکایت لب تک نہ لایا۔ کہا تو یہی کہا کہ رب اھد قومی انھم لا یعلمون قوم کی یاد میں جیا، قوم کی دھن میں مرا، اور حب قومی کے شغف میں فنا فی القوم کے درجے کو پہنچا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم اس عنوان کی کہاں تک قدر کرتی ہے ✤ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ ر

الدعاء والاستجابۃ

اس رسالہ میں دعا اور اُسکے مقبول ہونیکی حقیقت بیان کیگئی ہے اور قرآن شریف کے تمام دعائیں یکجا جمع کر دیگئی ہیں اور نہایت محققانہ بحث ہے ✤ قیمت ۲ر

خلق الانسان

نئے فلسفہ دانوں نے انسان کی پیدائش کے متعلق آج کل کی نئی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ انسان کیڑے سے پیدا ہوتا ہے لیکن آج سے تیرہ سو برس پہلے مسلمانوں کی پاک کتاب اس بات کو دنیا پر روشن کر چکی ہے اسی مضمون کو سر سید نے قرآن سے لیکر نہایت وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور نئے فلسفہ دانوں کا خوب جواب دیا ہے اس کا مطالعہ ہر فرد بشر کے لئے ضروری ہے + قیمت - - - - - - - - - - ۲/

النظر فی بعض مسائل الامام الهمام ابو حامد امام محمد الغزالی علیہ الرحمۃ

اس میں آٹھ رسالے شامل ہیں جن میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے جو انکی کتابوں "المضنون علیٰ غیر اہلہ" "المنقذ من الضلال" "الاقتصاد فی الاعتقاد" "التفرقہ بین الاسلام والزندقہ" وغیرہ سے لئے گئے ہیں۔ پہلے رسالہ میں خدا کی ذات پر بحث ہے، دوسرے رسالہ میں امام صاحب کی واردات قلبی کا بیان ہے، تیسرے رسالہ میں فلاسفہ کی اقسام اور انکے علوم پر بحث کی گئی ہے، چوتھے رسالہ میں روح کی حقیقت پر بحث ہے، پانچویں رسالہ میں لوح و قلم کے معنوں کا بیان ہے، چھٹے رسالہ میں صراط اور میزان کے معنوں پر بحث ہے، ساتویں رسالہ میں ملائکہ جن اور شیاطین کی حقیقت پر بحث ہے، آٹھویں رسالہ میں امام صاحب کے رسالہ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ پر ریویو ہے، جس میں اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ کن باتوں سے تکفیر ہو سکتی ہے اور کن باتوں سے نہیں + قیمت - - - - - - - - ۸/

فضائل الانام من رسائل حجۃ الاسلام

یعنی سرور کائنات حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اُن کی وفات کے بعد امام صاحب کے چھوٹے بھائی امام احمد الغزالی نے جمع کئے اور جن کو سر سید مرحوم نے نہایت کوشش سے ترتیب دیا اور صحت کے ساتھ مرتب کیا اور بعض مقامات پر نہایت دلچسپ بحث بھی کی گئی ہے + قیمت ۸/

الجن والجان علی ما فی القرآن

اس کتاب میں لفظ جن اور انس پر بحث کی گئی ہے کہ آیا قرآن شریف میں جو یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں انکے کیا معنی لئے جانے چاہئیں۔ اس مضمون کے متعلق قرآن شریف کی تمام آیات جمع کر کے اور ماہیت لفظوں کی موقع بموقع اور جا بجا استعمال صرف و نحو کے لحاظ سے نہایت مدلل بحث کی بعد اصل حالات لکھے ہیں + قیمت ۵/

ازالۃ الغین عن ذکر ذوالقرنین

سکندر ذوالقرنین کے حالات کے متعلق اور یاجوج ماجوج اور سد یاجوج ماجوج اور سد گریٹ وال اور حالات جو وانگ ٹی، ذکر تاریخ چین چجس کار کرن اور بنانے دیوار وغیرہ وغیرہ کے متعلق ہے سر سید احمد خان صاحب نے قرآن سے یہ مضمون لیکر نہایت ہی اصلی حالات لکھے ہیں اس کتاب کے متن میں آیات قرآنی اور ترجمہ مع از دیاد مصنف کے ہے اور حاشیہ پر تفسیر کبیر عربی ہے + قیمت - - - - - - ۵/

تحریر فی اصول التفسیر

اس کتاب میں جناب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب اور سر سید احمد خان صاحب مرحوم کی خط و کتابت بابت تفسیر قرآن مرتبہ سر سید احمد خان ہے نواب صاحب کو جس جگہ شبہ ہوا ہے یا انہوں نے جائز نہیں سمجھا اعتراض کئے ہیں سر سید نے بھی تسلی کے لئے جواب لکھے ہیں۔ انہوں نے پھر جواب در جواب لکھا ہے۔ غرضیکہ عجیب دلچسپ سلسلہ بحث ہے اسکے ساتھ سر سید احمد خاں نے مقاصد تفسیر لکھ دیئے ہیں جس شخص نے سر سید کی تفسیر پڑھی ہے اس کا فرض ہے کہ اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرے تاکہ تفسیر جن اصولوں پر ہے معلوم ہو جائے + قیمت - - - - - ۵/

ترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم

اس رسالہ میں اصحاب کہف کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہے نہایت متانت اور سنجیدگی سے محققانہ بحث کی گئی ہے + قیمت - - - ۵/

المشتهرن
ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی نقشبندیہ منزل کوچہ گگے زئیاں و بازار کشمیری لاہور